☆ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

بے لاگ احتساب
سیرت طیبہ کی روشنی میں

اسلام ایک ہمہ گیر مذہب اور انسانی زندگی کا مکمل دستور ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے جہاں عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق وآداب کے بارے میں تفصیلی ہدایات دی ہیں وہاں اصول حکمرانی وقواعد نظم مملکت بھی متعین فرمائے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ اسلامی ریاست کے انتظامی اداروں مثلاً امور داخلہ، تعلقات خارجہ، مالیات، عسکری امور، عدلیہ اور تعلیم وتربیت کے ساتھ ایک اہم ادارہ "احتساب" ہے۔

اس ادارے کے تحت لوگوں کے عام اخلاق کی نگرانی واصلاح، عمال کی تربیت اور ان کا محاسبہ، نیز تجارتی بدعنوانیوں کا انسداد شامل ہے۔اس ادارے کی براہ راست نگرانی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

عوام الناس کے اخلاق کی نگرانی کا یہ کام سرکاری پیمانے پر غالباً اس ارشاد الٰہی کے بموجب تھا کہ:

"الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر"(۱)

"اگر ہم ان لوگوں کو اقتدار دیں گے تو یہ نماز قائم کریں گے، زکواۃ دیں گے اور لوگوں کو اچھائیوں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے روکیں گے۔"

☆ڈائریکٹر مذہبی امور واوقاف، پنجاب۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر لوگوں کے اخلاق اور مذہبی فرائض کے متعلق وقتاً فوقتاً دارو گیر فرماتے رہتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ان کو اس بات پر توجہ دلاتے تھے کہ وہ احکام خداوندی کی پوری طرح پابندی کریں۔ چنانچہ اسلام کی بنیادی اور اصولی چیزوں کی تعلیم وتربیت کے لئے حضورؐ نے تمام قبائل سے کہا کہ ہر ایک قبیلہ اپنے کچھ لوگوں کو منتخب کر کے مدینہ بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل بھی اس آیت کی تفسیر تھا:

فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدين
ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون (۲)

سو ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر ایک گروہ میں سے چند لوگ نکل کھڑے ہوں کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ کر آئیں تو ان کو (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرائیں تا کہ وہ برے کاموں سے بچ جائیں۔

جہاں تک عمال کے محاسبہ اور ان کی تربیت کا تعلق ہے تو اس کے دو پہلو بیان کئے جا سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جن لوگوں کو کوئی اہم ذمہ داری سونپی جاتی مثلاً صدقہ یا زکواۃ وغیرہ کی وصولیابی کے لئے بھیجا جاتا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی پوچھ گچھ کرتے تھے کہ کہیں وصولی میں انہوں نے بے جا ظلم یا زیادتی یا ناجائز طریقہ تو اختیار نہیں کیا۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپؐ نے بنو اسد کے ایک شخص ابن اللتبيه کو صدقات پر عامل بنا کر روانہ کیا جب وہ وصول کر کے واپس آئے تو انہوں نے دو قسم کا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ کہہ کر رکھ دیا کہ یہ مال مسلمانوں کا ہے اور یہ مال مجھ کو تحفہ میں ملا ہے۔ آپؐ نے یہ ملاحظہ فرمایا تو کہا کہ " گھر بیٹھے بیٹھے تم کو یہ ہدیہ کیوں نہ ملا؟" اس کے بعد آپؐ نے خطبہ میں اس قسم کے لین دین کی سختی سے ممانعت فرما دی۔ اور فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے ان محاصل میں جو شخص خیانت کرے گا قیامت کے دن وہ چوری کیا ہوا مال اپنی گردن پر لادے چلا آ رہا ہوگا" حضرت ابوحمید ساعدی کی روایت کے ساتھ یہ حدیث صحیحین میں یوں بیان ہوئی۔

استعمل النبی صلی الله عليه وسلم رجلا من بنی اسد
يقال له ابن اللتبية علی صدقة فلما قدم قال هذا لكم وهذا

أهدَی لی، فقام النبی صلی اللّٰه علیه وسلم علی المنبر فحمد اللّٰه واثنی علیه، ثم قال: مابال العامل نبعثه فیأتی یقول هذا لک وهذا لی فهلا جلس فی بیت ابیه وامه فینظر أیهدی له ام لا، والذی نفسی بیده لا یأتی بشئ الا جاء به یوم القیامة یحمله علی رقبته، ان کان بعیراً له رُغاء او بقرة لها خوار او شاة تیعر، ثم رفع یدیه حتی رأینا عفرتی ابطیه، الاهل بلغت ثلاثا(۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم مصلح اور بیدار مغز حکمران تھے۔ آپ کو جہاں یہ خیال تھا کہ عہدیدار اپنے فرائض وواجبات کی بجا آوری صحیح طور پر کریں وہاں اس بات کا بھی خاص اہتمام تھا کہ عمال وحکام اسلامی نظریہ حیات پر کامل یقین، دینی تعلیمات سے گہری واقفیت اور زیور اخلاق سے آراستہ ہوں تا کہ جہاں بھی ان کا تقرر کیا جائے وہ کامیاب ثابت ہوں۔ اور کم از کم وہاں کے باشندے ان کے اخلاق سے شاکی نہ ہوں اور وہ شرع کے مطابق فیصلے کریں۔

جہاں تک تجارتی بدعنوانیوں کے انسداد کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی نگرانی واہتمام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غافل نہ تھے۔ بدعنوان تاجروں کو دین ودنیا کی وعید سنانے کے علاوہ آپ نے اچھے اور ایماندار تاجروں کو اخروی اجر کی بشارت بھی سنائی۔ نیز چیزوں کی خرید وفروخت کے سلسلے میں آپ نے بات بات پر حلف اٹھانے، جھوٹی قسمیں کھانے، ناپ تول میں کمی کرنے اور اسی قسم کی دوسری نازیبا حرکات کی سخت ممانعت کردی، اور پھر اس ترغیب وترھیب کے ساتھ ساتھ عملی اقدامات بھی فرمائے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات بازاروں اور منڈیوں کا دورہ کرتے اور موقع پر ہی تحقیق وتفتیش فرما کر ضروری تنبیہ یا کارروائی عمل میں لے آتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ بازار تشریف لے گئے تو غلہ کے ایک ڈھیر میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ غلہ اندر سے گیلا تھا۔ آپ نے دکاندار سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بارش سے بھیگ گیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ "پھر اس کو اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ ہر شخص کو نظر آئے۔ جو لوگ فریب دیتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔"(4)

وزن اور ناپ تول کو ٹھیک رکھنا قرآن کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔ جبکہ رسول اللہؐ نے بھی اشیاء کو محض اندازہ کے بجائے تول سے دینے اور وزن کرنے کی ہدایت کی ہے۔ مزید برآں آپؐ نے منڈیوں اور بازاروں کی مجموعی نگہداشت اور تاجروں کے بے جا تصرف سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لئے بازاروں کے لئے باقاعدہ محتسب (مارکیٹ انسپکٹرز) کا تقرر بھی کیا تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انقلابی مشن کا جب آغاز کیا تو اس ماحول اور معاشرے کی جو حالت تھی اس سے کون واقف نہیں لیکن 23 سال کے قلیل عرصہ میں آپؐ نے جو افراد امت اور رجال عظیم تیار کر کے کارگاہ حیات میں اُتارے ان کے کردار کی عظمتوں سے آج بھی زمانہ روشنیاں حاصل کر رہا ہے۔ ان نفوس قدسیہ نے جس چیز کو اپنے اوپر لازم کیا وہ ملکی اور ذاتی معاملات میں احتساب اور مواخذے کا اعلیٰ نظام تھا۔ اس خود احتسابی کے تصور کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی احسن انداز میں ان کی فکر کا مستقل حصہ بنا دیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته، فالامام الذی علی الناس راع و هو مسئول عن رعیته، والرجل راع علی اهل بیته وهو مسئول عن رعیته، والمرأة راعیة علی اهل بیت زوجها وولده وهی مسئولة عنهم، وعبدالرجل راع علی مال سیده وهو مسئول عنه، الا فکلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔(۵)

"جو شخص لوگوں کا حاکم ہے وہ ان کا نگران اور ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔ تم سے ان کے امور و معاملات کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا اسی طرح ایک عام شخص بھی اپنے گھر والوں کا محافظ و نگران ہے اور اسے بھی ان کے بارے میں باز پرس ہوگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران اور ان کی بہتری کی محافظ و ذمہ دار ہے اور اس سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ اور نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا لہذا یاد رکھو تم میں سے ہر

شخص نگھبان ہے اور تم میں سے ہر شخص اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہوگا"

اسی سلسلے میں ایک اور حدیث ملاحظہ ہو۔

حضرت معقل بن یسار روایت کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من عبد استرعاہ اللّٰہ رعیۃ فلم یحطھا بنصیحۃ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ(۶)

"جس بندے کو اللہ نے رعیت کا حاکم و محافظ بنایا اور اس نے بھلائی اور خیر خواہی کے تقاضوں کے مطابق رعیت کی حفاظت کی ذمہ داری پوری نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا"

یہ امر واضح ہوا کہ اسلام کا تصور احتساب زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ چاہے کوئی کسی ادارے کا سربراہ ہے یا چند افراد پر مشتمل گھر کا سربراہ۔ حکمران رعایا کے بارے میں۔ والد اولاد کے بارے میں۔ شوہر بیوی کے بارے میں۔ بیوی گھر اور اولاد کی حفاظت و تربیت کے بارے میں۔ گویا کہ ہر صاحب منصب ذمہ دار اور جواب دہ بنا دیا گیا۔

بنو مخزوم کی معزز عورت کے چوری کے ارتکاب پر جب بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سفارش کی گئی آپ کا یہ فرمان "تم سے پہلے لوگ اپنی کرتوتوں کے باعث تباہ ہو گئے جب کوئی بڑا خاندانی آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی بے سہارا شخص ایسا کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ فرمایا۔

"لو سرقت فاطمۃ بنت محمد لقطعت یدھا"

"اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا" (۷)

اسلامی معاشرے میں احتساب کو یک رخا نہیں بنایا گیا۔ یعنی ایک تو معاشرے میں ایک دوسرے کے معاملات کو متوازن اور معتدل بنانے کے لئے بیدار مغز رویے موجود رہنے چاہیے۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت مین منبر سے جب آپ نے یہ صدا بلند کی "اے لوگو! سنو اور مانو" ایک شخص کھڑا ہوا اور بآواز بلند پکارا کہ ہم تمہاری بات نہ سنیں گے اور نہ مانیں گے۔ جب تک

کہ تم یہ نہ بتاؤ کہ دوسرے لوگوں کو ایک ایک چادر ملی مگر تمہارے جسم پر یہ دو چادریں کہاں سے آئیں۔(۸)

اس شعور کو بیدار کرنے میں حاکم اور محکوم دونوں برابر تحسین کے مستحق ہیں۔ اس حوالے سے قرآن کا یہ حکم بڑی بنیادی حیثیت کا حامل ہے:

"ان اللّٰہ یامرکم ان تودوا الا منت الی اهلها واذا حکمتهم بین الناس ان تحکموا بالعدل"(۹)

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہیں اور جب بھی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو"

اس کے ساتھ ساتھ "خود احتسابی" کا شعور بیدار کرنے کے لئے واضح طور پر قرآن نے حکم فرمادیا:

"بل الانسان علی نفسه بصیرة ولو القی معاذیره"(۱۰)

"بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے۔ اگرچہ عذر معذرت کرے"

اس سلسلے میں مزید قرآنی احکام ملاحظہ ہوں:

"استکبارا فی الارض و مکرا السيء ولا یحیق المکر السيء الا باهله فهل ینظرون الا سنة الاولین فلن تجد لسنة اللّٰه تبدیلا ولن تجد لسنة اللّٰه تحویلا"(۱۱)

"وہ زیادہ سرکشی کرنے لگے زمین میں اور گھناؤنی سازشیں کرنے لگے اور نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے۔ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو پہلے نافرمانوں کے ساتھ کیا گیا (اگر یہ بات ہے) تو آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی اور آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تغیر"

"ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بها الی الحکام

لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون"(۱۲)

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو۔ جان بوجھ کر۔

"اقرا کتبک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا"(۱۳)

"اپنا نامہ اعمال پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ بھی محاسب ہے"

احتساب: چند واقعات

غزوہ بدر کے موقع پر نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک تیر تھا جس کے اشارے سے آپ مجاہدین کی صفیں درست فرما رہے تھے۔ آپ مجاہدین کی صفوں کا جائزہ لے رہے تھے کہ سواد بن غزیہ انصاری رضی اللہ عنہ صف سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ آپ ؐ نے ان کے جسم پر تیر سے ہلکی سی چوٹ لگائی اور فرمایا: "استو یا سواد" اے سواد سیدھے ہو جاؤ" وہ سیدھے تو ہو گئے لیکن معاً گویا ہوئے۔

یا رسول اللّٰہ اوجعتنی فقد بعثک اللّٰہ بالحق والعدل فاقدنی(۱۴)

"اے اللہ کے رسول آپ ؐ نے مجھے تیر سے مارا ہے اور مجھے وہاں درد ہو رہا ہے میں قصاص کی التجا کرتا ہوں کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عدل قائم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔"

ان ہنگامی حالات میں بھی رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو فوراً بدلے کیلئے پیش کر دیا۔(۱۵)

حضرت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہمیشہ طریقہ رہا کہ اگر کسی کو ان سے تکلیف پہنچتی تو خود کو بدلے کے لئے پیش کرتے۔ یہی طریقہ صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروقؓ کا رہا۔(۱۶)

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات کے آخری ایام میں مجمع عام میں اعلان فرمایا:

يا معاشر المهاجرين والانصار من اخذت له درهما فليأخذه منى ومن ضربته ضربة فليقتص منى قبل القصاص فى اليوم الآخر بين يدى رب العالمين، فسكت الناس جميعا، فنادى ثانية ثم ثالثة ثم قال صلى الله عليه وسلم: سألتكم بالله من له على حق فليقتص منى قبل القصاص غدا بين يدى الله تعالى(۱۷)

"اے گروہ مہاجرین وانصار! اگر کسی کا میں نے مال لیا ہو تو وہ مجھ سے لے لے۔ اگر کسی کو میں نے مارا ہو اتو رب العالمین کے حضور آخرت میں انتقام لینے سے قبل اسی دنیا میں مجھ سے انتقام لے لے۔ یہ سن کر مجمع میں سناٹا چھا گیا۔ آپ نے دوسری اور تیسری بار یہی دہرایا پھر فرمایا میں آپ لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جس کا مجھ پر کوئی حق ہو وہ اللہ کے حضور کا بدلہ لینے سے قبل آج مجھ سے بدلہ لے لے۔"

مسلم افواج کے سربراہ حضرت خالد بن ولید نے قصیدہ لکھنے پر شاعر کو 10 ہزار درھم انعام کے طور پر عطا کئے۔ خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق نے معزولی کا حکم جاری کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر رقم سرکاری خزانے سے دی گئی تو بددیانتی ہے اور اگر اپنی جیب سے دی تو اسراف کیا۔ ہر دو صورتیں ناجائز ہیں۔(۱۸)

ریاست نبوی کی روایات کو مدنظر رکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ احتساب کا ادارہ دور نبوت ہی میں قائم ہو گیا تھا اہل مغرب کا یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے کہ تاریخ میں پہلی دفعہ 1809ء میں سویڈن میں اومبڈسمین (OMBUDSMAN) کے نام سے یہ ادارہ قائم ہوا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادارہ احتساب جسے "ولایت مظالم" کا نام دیا گیا تھا اس اعتبار سے فائق ہے کہ اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، عمال کی اخلاقی تربیت اور تجارتی ضابطہ اخلاق کے اہتمام کے بعد احتساب اور مواخذے کا عمل شروع ہوتا ہے، تاکہ اتمام حجت ہو سکے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں قاضی ہی محتسب کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ یہ

سلسلہ حضرت عمر فاروق کی خلافت میں قائم رہا اور قاضی القضاۃ ابو موسیٰ اشعری نے محتسب کے فرائض سرانجام دیئے۔ حضرت علی کے دور حکومت میں یہ ادارہ فعال رہا۔ ازاں بعد اگرچہ اموی دور میں اس ادارے کی اہمیت قدرے نظر انداز کی گئی مگر عباسی دور میں اس کو پھر فعال بنایا گیا اور فوجداری عدالتیں قائم ہوئی اور ان کا سربراہ "صاحب المظالم" ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں ایک بڑی عدالت " دیوان النظر فی المظالم" بھی قائم ہوئی۔ خلیفہ خود ہی" محتسب "کے فرائض سرانجام دیتا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ نظام احتساب کو مجموعی طور پر اختیار کیا جائے جس میں احتساب ومؤاخذے کے ساتھ ساتھ ضروریات دین سے واقفیت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر ، ملازمین کی گہری دینی اور منصبی علمی و اخلاقی تربیت ،نظریہ پاکستان پر کامل یقین اور تجارتی ضابطہ اخلاق کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہو، تا کہ پاکستانی معاشرہ برائیوں سے پاک اور بھلائیوں سے معمور نظر آئے ،اور یہی اسلامی ،فلاحی ریاست کا مقصد اولین ہے۔

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الحج 41:22

۲۔ سورۃ توبہ 122:9

۳۔ البخاری: الجامع الصحیح۔ ج9 ص88۔ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

۴۔ مسلم القشیری: الجامع الصحیح ج1 ص69۔ دار الآفاق الجدیدۃ بیروت

۵۔ البخاری: الجامع الصحیح۔ ج9 ص77 مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

۶۔ البخاری: الجامع الصحیح۔ ج9 ص80 مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

۷۔ مسلم القشیری: الجامع الصحیح ج5 ص114۔

۸۔ محمد حسین ہیکل: عمر فاروق اعظم (اردو ترجمہ) ص590۔ مکتبہ میری لائبریری لاہور۔

۹۔ سورۃ النساء 58:4 ۔۔۔ ۱۰۔ سورۃ القیامہ 15:14

۱۱۔ سورۃ الفاتحہ 43:35 ۔۔۔ ۱۲۔ سورۃ البقرہ 188:2

۱۳۔ سورۃ بنی اسرائیل 14:17

۱۴۔ تقی الدین احمد بن علی المقریزی: امتاع الاسماع ج1 ص85 (قاہرہ)

۱۵۔ ابن اثیر، ابوالحسن علی الجزری: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ باب تذکرہ سیدنا سواد بن غزیہ انصاری ج2 ص484۔ دار الشعب مصر

۱۶۔ سبل الھدیٰ والرشاد: امام یوسف الصالحی الشامی ص111۔ ج7۔

۱۷۔ محمد بن عبدالله السندی: مواهب العلام فی فضائل سید الانام۔ الفصل الثالث عشر: فی وفاته صلی الله علیه وسلم و کیفیة هجرته من الغناء الی دار البقاء

۱۸۔ i۔ شبلی نعمانی: الفاروق۔ ص146 مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

ii۔ محمد حسین ہیکل: عمر فاروق اعظم (اردو ترجمہ) ص19-318 مکتبہ میری لائبریری لاہور۔